سوال

(54) عشر میں سرکاری مالیے کا حکم۔

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

شریعت میں جو عشر مقرر ہے، آیا وہ سرکاری مالیہ کاٹ کر ادا کیا جائے، یا مالیہ سرکاری اس میں شمار کیا جائے، جواب مدلل قرآن وحدیث سے ہو؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مالیہ سرکاری دو طرح کا ہے، ایک زمین کا دوسرا پانی کا، زمین کا مالیہ کاٹ کر عشر دے، پانی کا مالیہ کاٹنے کی ضرورت نہیں، بلکہ اس کی وجہ سے بجائے دسویں حصے کے بیسواں حصہ دے کیوں ک نہر کا پانی قیمتاً آیا ہے، گویا ایسا ہوگا، جیسے کنویں کا پانی، کاٹنے کی صورت یہ ہے کہ زمین کا تمام غلہ اگر نصاب کو پہنچ جائے تو اس سے پہلے اتنے دانے الگ کر لیے جائیں، جتنوں سے مالیہ پورا ہو جائے، اس کے بعد عشر نکالا جائے، حدیث میں ہے:

((عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ما خالطت الزکوٰة مالاً قط لا اہلکتہ رواہ الشافعی والبخاری فی تاریخہ والحمیدی وزاد قال یکون قد وجب علیک صدقة فلا تخرجہا فیہلک الحرما الحلال)) (مشکوٰة صفحہ ۱۵۷)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ زکوٰة کسی مال میں کبھی نہیں ملی، مگر اس کو ہلاک کر دیتی ہے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰة کا تعلق مال سے ہے، اور قرآن مجید میں بھی ہے: {واتوحقہ یوم حصادہ} (پ۸) ''یعنی پکنے کے دن۔'' عشر کو کھیتی کا حق کہا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عشر کا تعلق جتنی کھیتی اس کے قبضے میں ہے، اسی کی زکوٰة اس کے ذمے ہوگی، جتنی مالیہ میں گئی وہ اس کے ذمے نہیں، اس لیے اس کی زکوٰة اس کے ذمے نہیں پڑتی، اس کی مثال یوں ہے، کہ ایک شخص کے پاس سو روپے تھے، ان سے پچاس چوری ہوگئے، تو وہ باقی پچاس کی زکوٰة دے گا، نہ کہ سو کی۔ (عبد اللہ امرتسری روپڑی) (تنظیم اہل حدیث جلد ۱۸ شمارہ ۷)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوی علمائے حدیث

جلد 7 ص 140